www.novelsclubb.com
فریب تیری ذات کا
از قلم مریم بتول جکھڑ
IG / FB : NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

فریب تیری ذات کا

از قلم

مریم بتول جکھڑ

www.novelsclubb.com

وہ اُٹھ پڑی تھی۔۔۔پھر کبھی نہ گرنے کے لئے۔

اُس نے بغیر پیچھے مڑے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔وہ بھاگتی گئی تھی۔بغیر راستہ دیکھے۔ گارڈز نے بہت دور تک اُسکا پیچھا کیا تھا۔مگر جب وہ کافی آگے نکل گئی تو وہ اُسے اپنے پیچھے نظر نہیں آئے تھے۔

اُس نے بہت دیر بھاگنے کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ بہت آگے نکل آئی تھی۔وہ گھٹنوں پر ھاتھ رکھے جھکی سانس بحال کر رھی تھی۔اور پھر چند پل بعد اُس نے کچھ محسوس کیا تھا۔وہ بالکل تنہا ایک سنسان سی جگہ پر کھڑی تھی۔اُسے یکدم ھی خوف محسوس ھوا تھا۔اندھیرا بڑھ گیا تھا اور اُسے لگا تھا جیسے یہ اندھیرا اُسے اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔مگر اُس نے ایک بار پھر بھاگنا شروع کر دیا تھا۔

اور پھر وہ ایک ایسی جگہ پہنچی تھی جہاں چند دکانیں تھیں۔ وہاں ارد گرد جلتی روشنیاں اندھیرے کو دور کر رہی تھیں۔

اُس نے بھاگتے بھاگتے رُک کر ہر سو دیکھا۔ وہاں کچھ لوگ اِدھر سے اُدھر گھوم رہے تھے۔ وہ اب بھاگنے کے بجائے چلنے لگی تھی۔

نظریں جھکائے سڑک کے درمیان چلتی وہ اکیلی لڑکی۔۔۔ جس کی عمر ابھی محض بارہ سال تھی۔ اور پھر ارد گرد موجود لوگوں کی اُٹھتی نظریں۔ وہ اُن لمحوں کو کیسے گزار رہی تھی یہ وہی جانتی تھی۔ اتنی تذلیل۔۔۔ اتنی تکلیف۔۔۔ اُس وقت اُس نے بہت کچھ ایسا محسوس کیا تھا جو اُس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

تصورات سے بہت پرے ھیں حقیقی زندگی کے تجربات!

وہ بہت مشکل سے اُس سڑک سے آگے نکلی تھی۔ اور پھر وہ چلتی رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بس یہاں سے کہیں بہت دور چلی جائے۔اُس کا خوف کم نہیں ہو رہا تھا۔اُسے لگ رہا تھا کہ وہ لوگ اُسے کہیں سے بھی ڈھونڈ کر واپس لے جائیں گے۔

اِسی لئے وہ رُکی نہیں تھی۔وہ بھاگتی جا رہی تھی۔اور پھر ایک جگہ وہ رُک گئی تھی۔۔۔اُس جگہ جہاں اُسے واقعی لگا تھا کہ وہ محفوظ ہو گی۔وہ ایک دربار تھا جس کی روشنیاں ہر تاریکی کو مٹانے پر قادر تھیں۔وہ مشکل سے ہی اُس دربار کے اندر پہنچی تھی۔پاؤں میں زخم ہونے لگے تھے۔اور وہ اُس دربار کے اندر پہنچ کر وہیں ڈھیر ہو گئی تھی۔اُسے لگا جیسے اُس کے اوپر نیند طاری ہو رہی ہو۔در حقیقت وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

جس لمحے اُسے ہوش آیا تو وہ کسی انجان جگہ پر تھی۔بمشکل ہی اُس نے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔سر بھاری ہو رہا تھا جس میں درد کی ٹھیسیں اُٹھ رہی تھیں۔وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھی، جسے حجرہ بھی کہا جاتا ہے۔وہاں ایک دیوار میں چھوٹا

سا روشن دان تھا۔ جہاں سے چاند کی روشنی اندر داخل ہو رہی تھی۔ اُس نے محسوس کیا تھا اُس کے اوپر کوئی گرم کپڑا تھا۔ اُسی لمحے اُسے دل میں تکلیف بھی محسوس ہوئی تھی۔ بے حد تکلیف!!

اُس نے دوبارہ آنکھیں موند لیں۔ اِس وقت اُسے نیند کی بے حد ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے اُسکی زندگی کتاب کے کسی صفحے کی طرح مکمل طور پر پلٹ دی گئی تھی۔ وہ زندہ تھی، کیونکہ اُس نے اُمید نہیں چھوڑی تھی۔۔۔ وہ اُمید کون سی تھی، وہ نہیں جانتی تھی مگر کچھ تو تھا جو اُسے یہاں تک لے آیا تھا۔

وہ ایک بار پھر نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی اور دوبارہ جب اُسکی آنکھ کھلی تو سورج کی کرنیں اُس کے اوپر پڑتی ہوئی دکھائی دے رہیں تھیں۔

اُس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ وہ سوچ چکی تھیں۔ وہ دھیرے سے اُٹھی۔ اور پھر بڑی مشکل سے دروازے تک پہنچی۔ اِس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتی وہ دوسری طرف سے کھلتا چلا گیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اُٹھ گئی۔۔۔؟"سامنے ایک بوڑھا شخص کھڑا تھا۔جس کی داڑھی سفید تھی۔وہ اندر داخل ہوئے تو وہ پیچھے کو ہٹی اور توازن بگڑنے پر وہ نیچے گری تھی۔

"ارے آرام سے______آؤ اور یہاں بیٹھ جاؤ۔"اُس بوڑھے شخص نے اُسے زمین پر پڑے بستر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ میکانکی انداز میں اُس بوڑھے شخص کو دیکھتی اُسکے قریب اُسی بستر پر آہستگی سے بیٹھ گئی۔

"کون ھیں آپ؟"اُسے لگا جیسے اُس کے الفاظ بھی مردہ ھو چکے ھوں۔

"یہ جاننا ضروری نہیں ھے کہ میں کون ھوں۔"وہ نرمی سے مسکرائے تھے۔

"آج رات جب تم دروازے کے ساتھ بے ہوش پڑی تھی تو تمہیں کافی تیز بخار ھو رھا تھا۔۔۔اب کیسی طبیعت ھے تمہاری؟"اُن کا مزاج نرم تھا۔

"میں ٹھیک ھوں۔"وہ غائب دماغی میں بولی۔اُسے یاد آیا تھا کہ رات کو وہ کن حالات سے گزرتے ھوئے یہاں پہنچی تھی۔

"پہلے جاؤاور ھاتھ منہ دھو کر کچھ کھالو______باقی سوال بعد میں ھوں گے۔"

اُنہوں نے کہااور پھر دھیرے سے اُٹھ کر باہر چلے گئے۔

وہ بھی اُن کے پیچھے باہر آگئی تھی۔

"مجھے ایک چادر چاھئے۔" وہ اُن کے عقب میں چلتی بولی۔ وہ رُک گئے۔

"سنو رحیم______ایک چادر لے آؤ۔" اُنہوں نے اپنے پاس سے گزرتے ملنگ کو آواز دی۔

"جی باباسائیں______ابھی لایا۔" وہ مؤدب انداز میں بولا۔

"اِس بچی کے لئے وہاں اُس پیڑ کے پاس کھانا بھی لے آؤ۔" وہ ایک سیاہ چادر لے کر آیا تو باباسائیں نے ایک اور حکم دیا۔ وہ سر اثبات میں ہلاتا ھوا چلا گیا۔

انا چادر لیتے اُس جگہ کی جانب بڑھ گئی جہاں وضو کے لئے نل ایک قطار میں لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

اُس نے باقاعدہ وضو کیا اور بال سمیٹ کر اُس سیاہ چادر کو اپنے گرد لپیٹ لیا۔اُسکی حالت اب رات سے بہتر لگ رھی تھی۔

وہ خود کو بہت بیمار اور کمزور محسوس کر رھی تھی۔یوں جیسے وہ اُٹھ کر چل بھی نہیں پائے گی۔ مگر وہ اُٹھی اور پھر اُس پیڑ کی طرف بڑھ گئی جہاں باباسائیں پہلے سے بیٹھے اُسکا انتظار کر رھے تھے۔

آج دھوپ کی وجہ سے سردی کی شدت کچھ کم تھی۔وہ اُن کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"بسم اللہ کرو۔" وہ بولے تو اُس نے اپنے سامنے پڑے چاولوں کو دیکھا۔

ایک دانہ بھی چکھنے کو دل نہیں چاھتا تھا اُس کا۔اُن چاولوں کو دیکھ کر ھی اُسکا پیٹ بھر گیا تھا۔

"کھالو۔۔۔رزق سے منع نہیں کرتے۔" اُن کا انداز ایک ساھی نرم تھا۔

اُن کے کہنے پر اُس نے واقعی بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا تھا۔

"تو بتاؤ______تنہا ہو گیا؟" کچھ دیر بعد بابا سائیں نے اپنی لاٹھی پر نظریں جمائے پوچھا۔

اور اُس کا نوالہ بناتا ہاتھ رُک گیا تھا، وہ چند پل اُنہیں دیکھتی رہی۔ اُسے خاموش پا کر اُنہوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ انا نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ خاموش ہو گئے۔

اُس نے دوبارہ کھانا شروع کیا۔

اُنہوں نے اُسکے کھانا ختم کرنے کا انتظار کیا۔ کچھ دیر بعد وہ چاولوں کی چھوٹی سی پلیٹ خالی کر چکی تھی۔

پھر اُس نے ساتھ پڑے پانی کے گلاس سے پانی پیا۔ اُس نے معمول کے مطابق اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ نہیں جانتی تھی کہ اُسکی زندگی میں کیا ھونے والا تھا۔وہ تو ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔وہ تو معصوم سی بچی تھی۔اُسے کیا خبر تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔وہ کس راستے کو چنے۔۔۔کہاں جائے۔۔۔وہ بس مکمل طور پر اپنے حال میں موجود تھی۔

"نام کیا ھے تمہارا؟"اُنہوں نے پوچھا۔

"میرا نام۔۔۔"اُس نے سوچنے کی سعی کی تھی۔پھر جیسے ایک دم ہی ہوش آنے پر بولی۔

"انا______میرا نام انا ھے۔"

"انا____"اُنہوں نے زیرِلب دہرایا۔

"کیا کھو دیا؟"

"سب کچھ۔"اور اُسے لگا کہ یہ الفاظ اُسے ختم کر دیں گے۔سب کچھ ھی تو کھو دیا تھا اُس نے۔کیا رہ گیا تھا اُس کے پاس۔۔۔اُسکی سیاہ آنکھیں نم ھوئیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

معصوم سے دل پر بہت بھاری بوجھ آن گرا تھا۔ گ

"سب کچھ کھو دیا۔۔۔ صرف میں بچی ھوں۔۔۔ صرف انا ہی رہ گئی ھے۔" اُس نے خود کو کہتے سنا۔

"تو پھر اِس انا کو مت کھونا____سب کھو دینا مگر خود کو کبھی نہ کھونا۔" وہ بڑی ہی رازداری کے ساتھ اُسے تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولے۔

اُسے اُن کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

"خود کا کیا کروں گی باباسائیں۔۔۔ جب وہ ھی نہیں جن کی وجہ سے میں تھی۔"

اُسکے آنسو آنکھوں سے جدا ھونے لگے تھے۔ معصومیت بھرے چہرے پر تکلیف کے سوا کچھ نہیں تھا۔

"وجہ کوئی نہیں ھوتا_____وجہ کوئی نہیں ھوتا بچی۔۔۔وجہ ہم بنا لیتے ھیں۔"انا نے اُس سفید داڑھی والے شخص کو نا سمجھی سے دیکھا۔اُن کی آنکھیں نمی کے باعث چمک رھی تھیں۔

"تمہیں کیا لگتا ھے۔۔۔کہ تم کسی وجہ سے زندہ ھو؟اگر ہو تو کیا ھے وہ وجہ۔۔۔؟ کیا رہ گیا ھے تمہارے پاس جس کے لئے تم جیو گی؟"

وہ پوچھ رھے تھے اُس سے۔اور وہ چپ چاپ سوچ رھی تھی۔

"مصلحت۔۔۔مصلحت ھے ایک،حکمت پوشیدہ ھے اور جلد ظاہر ھو گی____منزلیں مقرر کی جا چکی ھیں،بس سفر طے کرنا باقی ھے۔کچھ سفر طویل ھوتے ھیں اور کچھ بہت مختصر۔"وہ چہرہ اُسکے قریب کئے سنجیدگی سے بتا رھے تھے۔

وہ اُنہیں دیکھ کر روتی جا رھی تھی۔بالکل بے آواز۔

"میرے ساتھ ایسا کیوں ھوا؟" وہ روتے ھوئے بولی۔اُسکے ذہن میں اپنوں کی تصویریں ایک بار پھر گھومنے لگی تھیں۔

"تم واحد نہیں ھو جو اِس حال میں ھے،اللہ کے بہت سے بندے اذیت میں مبتلا ھیں۔"

اُسے لگا جیسے حلق میں کانٹے چبھ رہے ھوں۔

"لیکن میرا۔۔۔۔میرا کیا قصور۔۔۔۔۔تھا۔۔۔"وہ ہچکیوں سے روتی بول رھی تھی۔

"میں تو ایک بچی ھوں۔۔۔اتنی سی عمر میں اتنا سب کھو کر میں۔۔۔کیسے زندہ۔۔۔رہوں گی۔۔۔لوگ اتنی زیادہ زندگی گزار کر بھی اتنے خوش۔۔۔ھیں۔۔۔پھر مجھے کیوں اتنی تکلیف مل رھی ھے۔۔۔میں بھی تو۔۔۔میں بھی تو انسان ھی ھوں۔۔۔پھر اللہ کیوں اتنی تکلیف دے رہا ھے؟"

اُسکی سوجی ھوئی آنکھیں سرخ تھیں۔وہ بُری طرح سے رو رھی تھی۔

بابا سائیں نے اُسے بے حد اذیت محسوس کرتے ہوئے دیکھا تھا۔اُس چھوٹی سی بچی پر اُس لمحے کسی کو بھی رحم آسکتا تھا۔

"تم اُس بچے کی تکلیف کا اندازہ کر سکتی ہو جسے پیدا ہوتے ہی کچرے کے ڈبے میں پھینک دیا جائے؟ یا پھر اُس بوڑھے باپ کا دُکھ جس کے پاس سہارا دینے کو اولاد ہی نہ ہو۔اگر صرف اُن لوگوں کو دیکھو گی جو خوشحال زندگیاں گزار رہے ہیں تو جینا بہت مشکل ہو جائے گا۔ہماری تکلیف کی سب سے بڑی وجہ ہم خود ہوتے ہیں، یہ وہم و گمان اور خوشی کی چاہت اور کچھ نہیں بس غم اور پریشانی میں اضافہ کرتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ اُنہیں سمجھ رہی تھی۔اور وہ اپنی تکلیف کو بھی سمجھ رہی تھی۔

"کیا کرنا چاہئے اِس اذیت سے نکلنے کے لئے۔۔۔؟"

"محسوس کرو۔۔۔خود کو دنیا سے الگ رکھ کر محسوس کرو۔۔۔یہ ذہن میں رکھتے ہوئے کہ تمہارے ساتھ کوئی اور ذات جڑی ہوئی ہے۔۔۔۔محسوس کرو خود کو۔"

وہ بولے۔انا اُنہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"لیکن کیسے ؟"اُس نے محض سوچا تھا۔

"کیا اللہ صرف اپنے نیک بندوں کو آزماتا ھے ؟"اُس نے اچانک ھی یاد آنے پر پوچھا تھا۔آنسو ہلکے ھو گئے تھے۔

"انسان نیک یا بد نہیں ھوتا ______ مگر تب،جب اللہ اُسے آزماتا ھے۔اگر صبر کرے گا تو نیک کہلائے گا،اور بد ھو گا۔۔۔اگر بہک جائے تو۔"

"صبر۔۔۔۔؟"وہ زیرِلب بڑبڑائی۔

"صبر جانتی ھو۔۔۔؟"اُنہوں نے پوچھا تو وہ سوچنے لگی۔

صبر۔۔۔؟وہ تو صبر کو نہیں جانتی تھی۔۔۔اُسے لگتا تھا کہ ہر وہ انسان صبر کرتا ھے جس کو کوئی تکلیف پہنچے۔یعنی صبر تکلیف سے منسوب تھا۔لیکن اصل میں صبر تھا کیا؟

"صبر ھی تو کر رھی ھوں؟"اُس نے بتانے سے زیادہ اُن سے پوچھا تھا۔اُنہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم تو کب سے سوال کر رھی ھو______اور صبر میں سوال نہیں کئے جاتے۔۔۔۔صبر خامشی کا نام ھے۔۔۔۔گہری چپ!!

اور صبر کو دل سے تسلیم کیا جاتا ھے۔محض خاموش ھو جانا اور دل ھی دل میں کُڑھتے رھنا صبر نہیں ھے۔بلکہ کوئی گمان ھی نہ کرنا اللہ سے،اور چپکے سے سہہ جانا،بغیر اُسے بُرا جانے۔یہی صبر ھے۔"

اور وہ تو صبر کا مطلب جان کر گنگ رہ گئی تھی۔

"صبر کتنا مشکل ھے۔۔۔!!!

وہ اندازہ بھی نہ لگا سکی۔

"اور اِسکے بغیر جینا اور بھی مشکل۔"وہ اُسکی بات کے جواب میں بولے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"صبر کی مقدار نہیں ھوتی۔۔۔ھاں اِسکا معیار ھوتا ھے،اور بہت ھوتا ھے۔ جن احساسات کا معیار خدا تعالٰی کی ذات کے پاس ھو اُن احساسات کو اپنا لینا چاھئے،یہی زندگی گزارنے کے لئے کافی ھے۔"

اور اُس دن سے لے کر اب تک وہ صبر ہی تو کرتی آئی تھی۔ کیا ملا تھا اُسے صبر کر کے۔۔۔؟

وہ سب کچھ جس کی کبھی اُس نے چاہ بھی نہیں کی تھی۔ وہ سب جس کے بارے میں اُس نے کبھی سوچا ھی نہیں تھا۔ مگر سب سے اہم چیز جو اُس نے صبر کر کے پائی تھی۔

وہ تھی اُس کی ذات۔۔۔!!

وہ ذات جس کے بارے میں باباسائیں نے کہا تھا کہ یہی زندگی گزارنے کے لئے کافی ھے۔

★★★

اور پھر ایک روز وہ اُسی پہلے دن والے حجرے میں بیٹھی تھی۔وہ یہی سوچ رھی تھی کہ کتنا بڑا دھوکہ ھے زندگی،اور اِس سے بھی بڑا دھوکہ وہ لوگ جو ہماری زندگی کا حصہ ھیں۔

"تمام گھاؤ بھر جاتے ھیں سوائے اُن کے جو ہمیں ھمارے اپنے عنایت کرتے ھیں۔"

"اپنے؟"یہ لفظ بھی اب اُس کے لئے اہمیت کھو چکا تھا۔اب اگر کچھ اہم تھا تو وہ نفرت تھی اُنہی اپنوں کے لئے جو اُس کے غم کی سب سے بڑی وجہ تھے۔جنھوں نے اُس سے اُسکا سب کچھ چھین لیا تھا حتیٰ کہ اُسکی اپنی پہچان بھی۔

"امی______بابا۔۔۔"وہ گھٹنوں پر سر رکھے رو رھی تھی۔

"آپ کیوں چلے گئے اتنی جلدی؟"اُسکے دُکھ کا اندازہ وہ خود بھی نہیں لگا پا رھی تھی۔مگر وہ اتنا جانتی تھی کہ جو بوجھ اُسکے دل پر تھا اُسے سہنا بہت مشکل تھا۔

"خضر کو بھی اپنے ساتھ لے گئے آپ؟ آپ دونوں اُس سے ھی زیادہ محبت کرتے تھے نا۔۔۔اِس لئے صرف اُسے لے کر گئے، مجھے بھی ساتھ ھی لے جاتے، میں بھی تو آپ کی بیٹی تھی، کہا بھی تھا آپ سے کہ مجھے ساتھ لے جائیں۔" یوں لگ رھا تھا کہ وہ کمرے کی دیواروں سے باتیں کر رھی ھو۔۔۔ مگر تصورات میں وہ اُن سے مخاطب تھی۔

اُسکے ماں باپ اور بھائی ہمیشہ کے لئے اُسے تنہا کر گئے تھے یہ سوچ ھی اُسے پاگل کر رھی تھی۔

اُسے لگا جیسے اُسکا دم گھٹ جائے گا۔ سانس بھی لینا مشکل ھو رھا تھا۔ وہ تیزی سے اُٹھ کر حجرے سے باہر نکلی اور بھاگتی بھاگتی دربار سے باہر نکل گئی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں جا رھی ھے، کیا کر رھی ھے وہ بس ذہنی تباھی کا شکار تھی۔

اُسے کیا خبر تھی کہ یہ دن اُس کے لئے ایک نیا موڑ لے کر آنے والا تھا۔ کچھ واقعات زندگی کو مکمل طور پر بدل دیتے ھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ دربار کے بیرونی دروازے کے سامنے کھڑی تیز تیز سانس لے رھی تھی۔اگر کوئی جاننے والا اُسے دیکھ لیتا تو پہچان ھی نہ پاتا۔

وہ انا پہلے والی انا نہیں رھی تھی۔وہ بہت بدلی ھوئی لگ رھی تھی۔ہجر مارتا نہیں، ہجر رول دیتا ھے۔

اُسکی نظر اچانک ھی سڑک کے دوسرے کنارے پر بیٹھی اُس بچی پر پڑی جو کپڑا بچھائے فٹ پاتھ پر بیٹھی آتے جاتے ہر شخص کو التجائیہ نظروں سے دیکھ رھی تھی۔

اُسے ایک بار پھر تکلیف کا احساس ھوا تھا۔وہ بے بسی سے خود سے ایک، دو سال چھوٹی اُس بچی کو دیکھ رھی تھی۔

"تم واحد نہیں ھو جو اِس حال میں ھے،اللہ کے بہت سے بندے اذیت میں مبتلا ھیں۔"اُسی پل بابا سائیں کی آواز اُسکے کانوں میں گونجی تھی۔کچھ آنسو اُس کی

آنکھوں سے نکل کر زمین پر گر گئے۔وہ اندھا دھند بھاگتی ہوئی اُس بچی تک پہنچی تھی۔

اور اُسکے قریب پہنچ کر وہ برابر میں ھی نیچے بیٹھ گئی۔اُس بچی نے ایک نظر اُسے دیکھا اور پھر دوسری طرف چہرہ موڑا۔

"تم یہاں کیوں بیٹھ رھی ھو باجی۔۔۔یہ جگہ تو ہم جیسوں کے لئے ھے۔"اُس بچی نے زخمی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔انا اپنے آنسو روک نہیں پا رھی تھی۔

"کیا ھوا باجی۔۔۔؟روکیوں رھی ھو؟"وہ اُسے یوں روتے دیکھ کر حیرت سے بولی۔

"چپ کر جاؤ،مجھے اچھا نہیں لگ رھا باجی۔۔۔"اُسکا لہجہ دُکھی تھا۔

انا نے دونوں ھاتھوں سے اپنے آنسو صاف کئے اور ایک گہری آہ بھری۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیوں لگا کہ یہ جگہ تمہارے لئے ہے؟ میں بھی تو تمہارے جیسی ہی عام لڑکی ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کل میں یہاں پر بیٹھی ہوں۔" وہ بولی تو آواز بھاری تھی۔

"ایسی باتیں کیوں کرتی ہو۔۔۔ تم تو شہزادی ہو، تمہاری یہاں کیا جگہ؟" وہ اُس بچی کی بات پر روتے ہوئے مسکرائی تھی۔

"تم نے تو مجھے پہچاننے میں غلطی کر دی پگلی ____ بھلا شہزادیاں بھی کسی چیز سے محروم ہوئی ہیں؟ میرا تو اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔"

اور یہ بتاتے ہوئے جانے کیا محسوس کیا تھا اُس نے۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو وہ سب کچھ تھا اُس کے پاس جو کسی شہزادی کے پاس ہوتا ہے۔

اور وہ گندمی رنگت والی بچی ساکت سی اُسے دیکھ رہی تھی۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہی باجی _____ تُو مجھے واقعی شہزادی لگی ھے تو میں نے کہا۔ تُو مجھے اپنے جیسی نہیں لگی۔" اُس بچی کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

"میری بات چھوڑو ____ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا چیز یہاں تک لے آئی ھے، تمہارا کوئی بڑا نہیں ھے؟ ماں، باپ کوئی بھائی؟" انا نے دھڑکتے دل سے پوچھا تھا۔

"ماں باپ تو کب کے مر چکے ھیں باجی ____ ایک چھوٹی بہن ھے اور ایک چاچا ھے بس۔"

"تو وہ کوئی کام نہیں کرتا؟" وہ بے اختیار ھی پوچھ بیٹھی۔ وہ بچی بہت دیر تک خاموش رھی۔

"وہ تو سارا دن گھر پڑا رھتا ھے باجی۔۔۔ اپنے بچوں کو تو اسکول بھی بھیجتا ھے اور ہمیں کہتا ھے کہ جاؤ روزی کما کر لاؤ۔"

www.novelsclubb.com

اور اُس وقت انا کو اندازہ ہوا تھا کہ واقعی وہ اکیلی نہیں ہے جو تکلیف میں ہے۔

اُسے اُس بچی سے ہمدردی ہوئی تھی مگر وہ اُس کے لئے کچھ کر نہیں پائی تھی اور یہی بے بسی اُسے تکلیف پہنچا رہی تھی۔

وہ بغیر کچھ کہے اُٹھی اور نم آنکھوں سے چلتی ہوئی دوبارہ دربار کی طرف قدم بڑھا دیے۔اُس کی آنکھیں ہر چیز کو دھندلا کر رہی تھیں۔

مگر وہ اُس دربار تک پہنچ ہی نہیں پائی تھی۔وہ بغیر دیکھے سڑک پار کر رہی تھی۔

اور اُسی پل ایک گاڑی اُس سے ٹکرائی تھی۔وہ سڑک پر دور جا گری۔آنکھیں اُسی لمحے اندھیروں کی زد میں چلی گئیں تھیں۔

"باجی ______"اُس بچی کی چیخ اُسے آخری بار سنائی دی تھی۔

★★

"ہم اِس بچی کو اب اِس کے گھر والوں تک کیسے پہنچائیں گے، کون ہے، کس کی بیٹی ہے، کچھ پتا نہیں۔" وہ خاتون سنجیدگی مگر تحمل سے کہہ رہیں تھیں۔

"تھوڑا انتظار کر لو۔۔۔۔وہ ہوش میں آتی ہے تو سب معلوم ہو جائے گا۔" اُنہوں نے کہا۔

"تم بیٹھو میں ذرا بل ادا کر دوں۔" اُنہوں نے ایک بار پھر کہا اور دوسری طرف چلے گئے۔

اُنہیں اندر جانے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ وہ اُس بے ہوش پڑی بچی کے سامنے ہی بیٹھیں اُسے دیکھ رہی تھیں۔ اُن کے ذہن کے پردوں پر اُس دودن کی بچی کا وجود لہرایا جو اُن کی اپنی گود میں تھی۔

اُن کی آنکھیں نم ہوئیں۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر آہستگی سے چلتی ہوئیں اُس بچی کے قریب پہنچیں۔

اُس کے ماتھے پر پٹی بندھی تھی۔ وہ اتنی معصوم لگ رہی تھی کہ حد نہیں۔

اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے اُسکے گال کو چھوا۔ آنکھوں کی نمی بہہ گئی تھی۔

اور تب ھی اُسکی پلکوں میں جنبش پیدا ھوئی تھی۔ وہ ذرا سا کسمسائی۔ خاتون نے اپنا ھاتھ پیچھے ہٹا لیا تھا۔

آنکھیں کُھلتے ھی اُس نے اپنے سامنے اُس خاتون کو پایا۔ وہ انجان نظروں سے اُنہیں تکتی رھی۔ پھر سیدھے ھونے کی کوشش کی مگر ہلنے کی وجہ سے کمر میں درد محسوس ھوا تھا۔ اُسے کمر میں بھی چوٹ آئی تھی۔

"آرام سے بیٹا______اپنی جگہ سے ہلو مت۔۔۔۔ تمہیں چوٹ لگی ھے۔" اُس خاتون نے بہت پیار سے کہا تھا۔

"آپ کون ھیں؟" چند پل خاموشی کے بعد اُس نے دُکھتے سر سے پوچھا تھا۔

"تم ہماری گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔ تمہارے گھر والوں کو تو ہم جانتے نہیں ھیں اِس لئے پھر ہسپتال لے آئے۔"

"کیوں لے کر آئے آپ ہسپتال ؟ مر جانے دیا ہوتا۔" وہ کاٹ دار لہجے میں بولی تو آواز بھرا گئی تھی۔

"ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔۔تمہارے ماں باپ کا کیا ہوتا؟اُن کے بارے میں بھی تو سوچو۔اُن کو پتا بھی ہے کہ تم کہاں ہو؟"اُن کی آنکھوں میں فکر مندی تھی۔

"کیوں نہ کروں ایسی باتیں؟ کیوں بچ گئی میں۔۔۔مجھے بھی بھیج دیتا اللہ اُن کے پاس۔" وہ دھیرے سے بولتی ہوئی رو دی تھی۔

وہ بہت جذباتی ہو گئی تھی یہ جان کر کہ ایکسیڈینٹ ہونے کے باوجود وہ زندہ تھی۔

اُس خاتون کی آنکھوں میں نا سمجھی تھی۔لیکن اگلے ہی پل اُنہیں کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

"کیا کہا تم نے؟ تمہارے ماں باپ۔۔۔۔؟"اُنہوں نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

انا اِس بار جیسے ہوش میں آئی تھی۔اُسے یاد نہیں تھا کہ اُس نے اُن سے ابھی کیا کہا ھے۔وہ خاموشی سے اُنہیں دیکھتی رھی۔

"ماں باپ نہیں ھیں تو پھر کون ھے؟ کوئی تو ھوگا نا جس کے پاس رھتی ھو تم؟"

اُنہوں نے قدرے نرمی سے پوچھا۔کچھ دیر اُنہیں یونہی دیکھتے رھنے کے بعد وہ بولی۔

"میرا۔۔۔میرا کوئی نہیں ھے۔۔۔"اُس نے تیز تیز چلتی سانسوں سے کہا تھا۔

وہ خاتون اپنی جگہ پر ساکت رہ گئیں تھیں۔

★★

"وہ بہت اچھا انسان تھا۔" اُن کے چہرے پر افسوس تھا۔ انا کا کہنا تھا کہ وہ میجر کبیر ساحر کی بیٹی ھے جو کہ اب اِس دنیا میں نہیں رھے۔

عالم چوہدری آرمی میں کتنے سال اُن کے ساتھ رھے تھے۔ اُنھوں نے انا سے ساری تفصیل پوچھنا چاھی تھی۔ مگر وہ بہت ڈری ھوئی لگ رھی تھی۔ اُس کی زبان پر بس یہی الفاظ تھے۔

"میرا کوئی نہیں ھے۔۔۔ میرے ماں باپ مر چکے ھیں۔۔۔ میرا کوئی گھر نہیں۔۔۔ مجھے گھر نہیں جانا۔" اُسکی آنکھوں میں خوف اور تکلیف نمایاں تھی۔

فاطمہ خاتون نے عالم چوہدری سے کوئی بات کی تھی۔ وہ کیا کہہ رھی تھیں، وہ سن نہیں پائی تھی۔

"دیکھیں عالم صاحب۔۔۔۔ہم اِس بچی کو ابھی ڈسچارج نہیں کر سکتے۔ابھی وہ اِس قابل نہیں ھے۔"وہ ڈاکٹر سے کہہ رہے تھے کہ وہ اُسے ابھی لے کر جانا چاہتے ھیں مگر وہ آگے سے بحث کر رہا تھا۔

"میں بڑے پیار سے کہہ رہا ھوں ڈاکٹر صاحب کہ ھم اِس بچی کو لے کر ھی جائیں گے۔۔۔اور اب اگر تم نے اعتراض کیا تو جو تماشہ سارا ہسپتال دیکھے گا اُسکے ذمہ دار بھی تم ھی ھو گے۔"وہ اپنی سرد سرمئی نگاھیں ڈاکٹر کی آنکھوں میں گاڑے بولے تھے۔اور پھر اُس کمرے کی طرف بڑھ گئے جہاں وہ تھی۔

ڈاکٹر بھی اُن کے پیچھے آیا تھا۔

"اب اِس کو باہر ہمارے ساتھ بھیجیں۔ہم اپنی گاڑی میں لے کر جائیں گے اِسے۔"اور ڈاکٹر نے عالم چوہدری کے مزاج دیکھتے ھوئے خاموشی سے اُن کی بات مان لینے میں ھی عافیت جانی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اُسے باہر لے جارہے تھے۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اُس نے ناسمجھی سے اُن کے چہرے دیکھے تھے۔

"آپ لوگ مجھے۔۔۔ کہاں لے کر جارہے ہیں؟" اُس کی آنکھوں میں خوف تھا۔

"اب تمہیں اِس طرح یہاں چھوڑ کر تو نہیں جا سکتے۔۔۔ کہیں تو جانا ہی ہے۔" فاطمہ خاتون نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اُسے گاڑی میں بٹھا دیا۔

گاڑی چلنے لگی تھی۔ چند منٹ خاموشی میں گزر گئے۔

انا کے دل میں مسلسل خوف تھا۔ مگر وہ اِس خوف کو یہ سوچ کر کم کر رہی تھی کہ اب کیا فرق پڑتا ہے کچھ بھی ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

"تم بغیر دیکھے سڑک پار کر رھی تھی۔۔۔اگر وقت پر گاڑی نہ رُکتی تو شاید تم اِس وقت ہمارے ساتھ نہ ھوتی۔" اُس نے اپنے ساتھ بیٹھی خاتون کو کہتے سنا۔ مگر اُسکا جواب نہ پا کر اُنہوں نے دوبارہ کوئی بات نہیں کی تھی۔

"آپ لوگ مجھے کہاں لے کر جارھے ھیں؟" آدھا راستہ گزر جانے کے بعد اُس نے پہلی بار پوچھا۔

فاطمہ خاتون نے چہرہ موڑ کر اُسے دیکھا تھا۔

"اپنے گھر۔" جواب مختصر تھا۔

"کیا۔۔۔لیکن کیوں؟ مجھے نہیں جانا آپ کے گھر۔" وہ آنکھوں میں خوف لئے بولی۔ ذرا سا اونچا بولنے پر اُسکے سر میں درد کی ٹھیسیں اُٹھنے لگی تھیں۔

"سکون سے بیٹھی رھو۔۔۔ابھی میں تم سے زیادہ بات نہیں کرنا چاھتی۔ تمہاری حالت اِس قابل نہیں ھے۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولیں۔ انا کو ایک بار پھر بے بسی

محسوس ھوئی تھی۔وہ اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔اُس نے کھڑکی کی طرف چہرہ کئے رونا شروع کر دیا تھا۔

ہسپتال میں جب اُسے ہوش آیا تھا تو اُسے لگا تھا کہ وہ لوگ اُسے کسی محفوظ مقام پر چھوڑ دیں گے مگر وہ تو اُسے اپنے گھر لے کر جا رھے تھے۔

اُسے محسوس ھوا تھا کہ وہ ایک جہنم سے نکل کر دوسری جہنم میں جا رھی ھے۔

★★

وہ ایک گاؤں میں پہنچ چکے تھے۔وہاں ہر طرف ہریالی اور سبزہ اپنا رنگ بکھیرے ھوئے تھا۔

گاؤں کے کچھ مکان کچے تھے اور کچھ اعلیٰ طرز کے گھر تھے۔

گاڑی گاؤں میں داخل ھو کر ایک کشادہ گلی میں آ کر رُک گئی تھی۔شام کا اندھیرا پھیل رھا تھا۔اور ساتھ ھی ٹھنڈ بھی بڑھتی جا رھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آرام سے اُترنا____آپ ذرا میری مدد کریں۔" فاطمہ خاتون نے عالم چوہدری کو مخاطب کیا تھا۔

اُن دونوں نے اُسے سہارا دے کر گاڑی سے نیچے اُتارا تھا۔

اُسے لگا جیسے مزید کھڑے رہنے سے اُسکی کمر ٹوٹ جائے گی۔ مگر اُسی اثنا عالم چوہدری نے اُسے اپنی بانہوں میں اوپر اُٹھالیا تھا۔ وہ ایک پل کے لئے حیران رہ گئی۔

اُس کی نظر اُن کے چہرے پر پڑی تھی۔ بہترین نقوش اور وجیہہ چہرہ۔۔۔ جس پر سیاہ مونچھیں تھیں۔ اُن کی آنکھیں سُرمئی دِکھتی تھیں۔ وہ بہت خوبصورت اور بارعب دِکھتے تھے۔ اُس کے ذہن پر اپنے بابا کا چہرہ لہرایا۔

وہ اُسے گھر کے اندر لے گئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک عجیب سے احساس نے اُسے گھیر لیا تھا۔گھر کے اندر اور باہر چراغ جل رہے تھے۔یہ گجرات کا ھی کوئی علاقہ تھا۔اُس نے گاڑی میں اُنہیں بات کرتے ھوئے سنا تھا۔

اُسے وہ رات یاد آئی تھی جب وہ اپنے گھر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر بھاگ آئی تھی۔ آج وہ ایک نئے گھر میں داخل ھو گئی تھی۔جو کچھ بھی ھو رہا تھا وہ ھونے دے رھی تھی۔اِس لئے کہ وہ جانتی تھی تقدیر کو روک نہیں سکتی تھی اور نہ ھی بدل سکتی تھی۔وہ دیکھنا چاھتی تھی کہ تقدیر آخر اُسے کس حد تک آزما سکتی ھے۔

"آ گئے آپ لوگ اور بھائی یہ کیا ھوا اِسے۔۔۔اور یہ بچی کون ھے؟"ایک عورت تیزی سے اُن کی طرف لپکی تھی مگر وہ اُسے نظر انداز کرتے کمرے تک لے جا کر اُسے بستر پر لٹا چکے تھے۔

انا بہت زیادہ تھک گئی تھی۔اُسے سر اور کمر میں درد تھا مگر اس سے بڑھ کر یہ کہ اُسے نیند آرھی تھی۔وہ وہاں لیٹتے ھی سو چکی تھی۔

★★

دن چڑھنے کے بعد اُسکی آنکھ کھلی تھی۔وہ دھیرے سے بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اور اپنے سامنے اُس کھلے دروازے کے پار دیکھنے لگی۔اُسی لمحے اُسے اپنے بائیں طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو____"وہ کرنٹ کھا کر اُسکی طرف پلٹی۔وہ ایک دُبلا پتلا سا لڑکا تھا جو کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا اُسے ھی دیکھ رہا تھا۔انا نے ایک گہرا سانس لیا۔

"کب سے تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا میں۔۔۔میرا نام احمد جبریل ھے،اور جن کے ساتھ کل تم آئی تھی وہ میرے امی ابا ھیں۔پیارے تھے نا دونوں؟ تمہیں مجھے کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ھے،میں سب کچھ جانتا ھوں کہ کل کیا کچھ ھوا تھا۔مجھے بس تمہارا نام نہیں پتا وہ بتا دو۔"وہ ایک ھی سانس میں سب کچھ کہتا آخر میں

مسکرایا تھا۔جبکہ وہ پلک جھپکے بغیر اُسے دیکھتی رھی۔

"کیا ھوا؟ میں نے کچھ غلط کہہ دیا؟ نہیں پوچھنا چاھئے تھا؟ تمہیں برا لگا؟" اُسے اِس طرح ساکت بیٹھے دیکھ کر وہ گڑبڑایا۔

"تم بہت بولتے ھو۔" وہ اُسی حیرت سے بولی۔

"اوہ۔۔۔یہ بات تھی، میں سمجھا پتا نہیں میں نے ایسا کیا کہہ دیا ھے جو ایسے دیکھ رھی ھو۔" وہ کچھ سنبھلا۔

"میں نے تمہارا نام پوچھا تھا؟" اُس نے سوال دہرایا۔

"انا______"

"یہ کیسا نام ھے؟" وہ پُر سوچ انداز میں بولا۔ انا نے اُسے ناسمجھی سے دیکھا۔

"کیسا نام ھے؟" جواباً اُس نے اُسی سے پوچھا۔

"بھئی۔۔۔میں نے پہلے کبھی سنا نہیں یہ نام____بلکہ ہمارے ھاں توانّا،اندھے کو کہتے ھیں۔"وہ سنجیدگی سے بولا۔اورانا جواُسے غور سے سن رھی تھی وہ چاہ کر بھی اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔اور پھر وہ ہلکی آواز کے ساتھ ہنس دی تھی۔

پچھلے کئی دنوں میں یہ پہلی بار تھاکہ وہ مسکرارھی تھی۔احمداُسکے یوں ہنسنے پر جھینپ سا گیا۔

"اب کیا ھوا؟"اُس نے پوچھا مگر وہ منہ پر ھاتھ رکھے ہنسی روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ اب قدرے خفگی سے اُسے باقاعدہ گھور رھا تھا۔اِس بار وہ سنجیدہ ھوئی۔

"اِس میں ہنسنے والی کیا بات تھی بھلا؟"

"میرا نام انّا نہیں انا ھے____اِس کا مطلب اندھا نہیں ھوتا۔یہ نام والا انا ھے۔۔۔اور وہ دوسرا انّا۔۔۔"اُس نے وضاحت کی۔

"ھاں تو ایسے بولو نا____مجھے کیا پتا تھا کہ کون سا انّا ھے۔"

"اچھا چھوڑو جو بھی ھے، تمہارے لئے ایک اچھی خبر ھے پری۔" وہ آنکھوں میں چمک لئے بولا۔

"اور ھاں میں تمہیں آج سے پری ھی کہوں گا۔" اُس نے ساتھ ھی بتایا۔

"یہ پوچھو کہ اچھی خبر کیا ھے؟" وہ واقعی بہت بولتا تھا۔

"کیا؟"

"تم اب ہمارے ساتھ ھی رھو گی، ہمیشہ کے لئے۔" وہ بے تابی سے بولا۔ اُسے لگا جیسے وہ خوش ھو گی مگر اُس کے چہرے پر مایوسی چھائی تھی۔

احمد کی مسکراہٹ غائب ھوئی تھی۔

"کس حیثیت سے؟" اُس نے نظریں اُٹھا کر احمد کو دیکھا۔

"کیا مطلب کس حیثیت سے؟" وہ سمجھا نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"مطلب مجھے یہاں کیوں رکھا جائے گا؟ نوکرانی بنا کر؟ یا کس لئے؟" پوچھتے ھوئے اُس کے دل پر بھاری بوجھ تھا۔

احمد جبریل نے جانچتی نظروں سے اُسے دیکھا۔اور کچھ پل یوں ھی دیکھتا رھا۔وہ اُس سے بس ایک سال ھی بڑا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ھے ____ تم میری بہن ھو آج سے۔۔اور میں تمہارا بھائی ھوں، امی تمہیں اپنی بیٹی بنا کر اِس گھر میں لائی ھیں اور تم بیٹی کی حیثیت سے ھی اِس گھر میں رھو گی۔" وہ سنجیدہ تھا۔انا نے اُسے دیکھا۔اور اُسے اُس پل اُس شخص میں شیری دکھائی دے رھا تھا۔

پتا نہیں وہ کیسا ھو گا؟ تایا نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا ھو گا؟ وہ سوچ کر رہ گئی۔

"اچھا تم جلدی سے ٹھیک ھو جاؤ، پھر میں تمہیں بہت کچھ دکھاؤں گا۔" وہ آنکھوں میں چمک واپس لاتے ھوئے بولا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

★★

پہلے دو ہفتے وہ بستر کے ساتھ لگی رہی تھی۔وہ صبح اُٹھتی، ھاتھ منہ دھو کر کچھ ہلکا پھلکا کھاتی پھر آرام کرتی۔

دن گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بہتر ھوتی جارھی تھی۔اور آہستہ آہستہ وہ اُن سے مانوس بھی ھونے لگی تھی۔ لیکن وہ بستر پر لیٹے لیٹے بہت اُکتا گئی تھی۔ ظاہری زخم بھرنے لگے تھے مگر وہ جو باقی رہ گئے تھے وہ تا عمر باقی رھنے والے تھے۔

اب تک اُسے یہاں پر آصرف حیرت ھی ھوئی تھی۔وہ زخمی تھی اندر سے بھی اور باہر سے بھی۔اور وہ لوگ اُسکے لئے مرہم کا کام کررھے تھے۔

وہ اُس سے بہت نرمی اور محبت سے پیش آرھے تھے، مگر وہ ایسا کیوں کررھے تھے؟ یہ بات اُسکے لئے تعجب کا باعث تھی۔

وہ ذہنی طور پر ویسی ھی تھی جیسی اُس رات تھی۔اُس رات جب وہ ایک نئی اُمید لے کر خود کو بچانے کے لئے اپنے ھی گھر سے بھاگ آئی تھی۔وہ ذہنی اذیت کا شکار تھی اور اِس کمرے میں پڑے ھوئے وہ کبھی بھی اِس سے آزاد نہیں رھی تھی، نہ

ھی رہ سکتی تھی۔ مگر ان دو ہفتوں میں ایک چیز تھی جو عجیب سی ھوئی تھی۔ اُسے کسی کی باتوں کی عادت ھونے لگی تھی۔ جس دن وہ عجیب سا پیارا سا لڑکا اُسکے کمرے میں نہیں آتا تھا وہ بے چین سی ھو جاتی تھی۔ اور آج بھی وہ اِسی بے چینی کا شکار تھی۔

وہ بیڈ سے اُٹھی اور خاموشی سے آئینے کے سامنے چلی آئی۔

اُس نے اپنے مضمحل وجود کو دیکھا۔ وہاں تازگی کی رمق تک نہیں تھی۔ بُجھا ھوا تاریک اور کمزور وجود۔

اُسے اپنا چہرہ اپنا نہیں لگا تھا۔ مگر وہ چہرہ کسی اور کا بھی نہیں تھا، وہ اُسی کا ھو سکتا تھا۔ بال بکھرے ھوئے سے لگ رھے تھے۔ وہ کہیں سے بھی نارمل نہیں لگ رھی تھی۔ اُس نے کانپتے ھاتھوں سے بالوں والا برش اُٹھایا اور پھر دھیرے دھیرے سے بالوں میں چلانے لگی۔

اُسی اثنا وہ بغیر دستک دیے کمرے میں آدھمکا تھا۔اور عین اُسکے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔انا نے بالوں میں چلتا ھاتھ روک کر بغیر پلٹے آئینے میں ھی اُسے دیکھا۔اُسکے دیکھنے پر وہ فوراً مسکرایا اور پھر بڑی تیزی سے بولا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ھے پری______لاؤ میں ٹھیک کر دیتا ھوں بال۔"

اُس نے ھاتھ آگے بڑھا کر اُس سے برش لینا چاھا تو وہ اُسے اجنبی نظروں سے دیکھتی ایک دم پیچھے ہٹی۔احمد نے اُسکے اِس عمل پر نا سمجھی سے بھنویں سکیڑیں۔وہ خاموش رھی۔

"تمہیں مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ھے پری____میں جانتا ھوں کہ تم بہت پریشان ھو لیکن تم مجھے اپنا بھائی سمجھ سکتی ھو۔۔۔اور میں تمہیں بھائی بن کر سہارا دوں گا۔" وہ نرم انداز میں معصومیت سے کہہ رھا تھا۔انا کی نگاھوں میں کوئی تاثر نہ اُبھر سکا۔اُسے احمد کو دیکھ کر شیری کا گمان ھو رھا تھا۔اُسکا دل چاھا رو دے۔

ہر وہ شخص جس پر بھروسا کیا جاتا ھے۔۔۔ہر وہ شخص جس کے ہم قریب ھونے لگتے ھیں۔۔۔وہ ہمیں چھوڑ کیوں جاتا ھے؟ وہ سوچ رھی تھی۔اُسکے دل میں خوف تھا۔وہ جن جن افراد کو چاھتی تھی وہ سب اُس سے دور ھو چکے تھے۔وہ اب کسی اور کے قریب نہیں ھونا چاھتی تھی۔

اُسے خاموش دیکھ کر احمد پھر سے بولا۔

"جانتا ھوں کہ آسان نہیں ھوتا______لیکن میری بھی تو کوئی بہن نہیں ھے۔ میں نے بھی تیرہ سال اِس محرومی میں گزارے ھیں،میرے پاس کھیلنے کے لئے ایک چھوٹی بہن نہیں تھی اور اب اگر مجھے وہ مل رھی ھے تو تم اُسے مجھ سے دور کر رھی ھو؟"اُسکے کہنے پر انا کے چہرے کے تاثرات ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

وہ چند پل اُسے دیکھتی رھی پھر یکلخت ھی وہ برش اُسے تھما دیا۔

احمد اُسکے ھاتھ سے برش لیتے ھوئے ہلکا سا مسکرایا۔اور پھر آہستگی سے اُسکے بالوں میں چلانے لگا۔بال سُلجھانے کے بعد اُس نے انا کی بہت پیاری چٹیا کر دی تھی۔انا نے خود کو آئینے میں دیکھ کر دل ہی دل میں اُسے سراہا تھا۔

"آپ کل سے آئے نہیں تھے بھائی۔۔۔کہاں تھے آپ؟"اور اُسکے سوال پر وہ چونکا تھا۔احمد نے گردن گھما کر اُسے حیرت سے دیکھا تھا۔اُسکے چہرے پر ہنوز سنجیدگی چھائی تھی وہ اُسے ھی دیکھ رھی تھی۔

"تم میرا انتظار کر رہی تھیں؟"اُسکی آنکھوں میں خوشگوار حیرت کا تاثر تھا۔

انا نے زرد رنگ چہرے سے اُسے دیکھا اور پھر واپس بیڈ پر جا بیٹھی۔

احمد بھی اُسکے قریب ھی براجمان ھو گیا۔

"میں آپ لوگوں میں سے۔۔۔کسی کو بھی نہیں جانتی۔مجھے نہیں علم کہ میری زندگی میں کیا ھو رھا ھے۔"اُسکے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے۔اپنے ماں باپ اور معصوم بھائی کا عکس کسی صورت بھی اُسکے تصور سے ہٹ نہیں رھا تھا۔

"میرے ماں باپ اِس دنیا سے چلے گئے۔۔۔اور اُن کے جانے کے بعد۔۔۔۔یہ دنیا، یہ ظالم دنیا مجھ پر کھل گئی۔اچھائی کے پردے یکدم ھی ہٹ گئے اور میں نے انسانوں میں موجود جانوروں کو دیکھا۔آستین کے سانپوں نے مجھے گردن تک جکڑ لیا تھا۔۔۔میں بہت بے بس ھو گئی تھی۔"وہ ایسی باتیں کیسے کر رھی تھی۔وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ضبط کے باعث اُسکا گلا دُکھنے لگا تھا۔بہت سے آنسو حلق سے نیچے اُترے تھے۔

www.novelsclubb.com

بولنا مشکل ھوتا جا رھا تھا۔احمد اُسکی زرد سے سفید اور پھر سُرخ پڑتی رنگت کو دیکھتا رھا۔شدت جذبات سے اُسکی آنکھیں گلابی پڑ گئیں تھیں۔مگر وہ روئی نہیں تھی۔ خشک آنکھوں میں جلن ھونے لگی تھی۔

"مجھے اُن لوگوں نے دھوکہ دیا جن سے اُمید نہیں تھی۔ بابا اکثر کہا کرتے تھے کہ جہاں بھروسا ھو وہاں سے چوٹ زیادہ گہری ملتی ھے۔ وہ تو یہ بھی کہتے تھے کہ کسی پر بھی بھروسا نہیں کرنا چاھئے۔ لیکن مجھے اُس وقت اُن کی باتیں سمجھ نہیں آتی تھیں۔ وہ باتیں اب سمجھ آئی ھیں۔ اب میں کیسے کسی ایسے انسان پر بھروسا کر لوں، جسے میں جانتی بھی نہیں۔" دُکھتی آنکھ سے ایک نرم گرم سا آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ احمد اُسے سپاٹ انداز میں دیکھتا رھا۔ پھر کچھ وقت بعد اُس نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیئے۔

"بھروسے کا اور دھوکے کا بہت گہرا تعلق ھوتا ھے۔ بھروسا ایک خطرناک فیصلہ ھوتا ھے۔ مگر اُسکے خطرے کا ادراک تب ھوتا ھے جب اُسکے نتیجے میں دھوکہ ملتا ھے۔ اور ہر انسان کو زندگی میں پہلی بار کسی نہ کسی پر بھروسا کرنا ھی ھوتا ھے، یہ جاننے کے لئے کہ دھوکا کیا ھے۔ اور پھر ہر انسان ایک سا نہیں ھوتا۔ کچھ دھوکہ دے جاتے ھیں تو کچھ اُس بھروسے کی خاطر مر جاتے ھیں۔"

www.novelsclubb.com

اُسکے لہجے میں ایک سکوت تھا۔۔۔ گہرا سکوت۔

وہ اُسے خالی نظروں سے دیکھے گئی۔

"لیکن اگر آپ کسی پر بھروسا نہیں کر سکتے تو دوسرے لوگ تو آپ پر بھروسا کر سکتے ھیں۔۔۔ جب کسی پر بھروسا کرنا آسان نہ لگے تو دوسروں کے بھروسے پر پورا اُترا جاتا ھے۔ اور امی کہتی ھیں کہ ٹوٹے ھوئے لوگ بھروسا کما کر دھوکہ نہیں دیتے۔" اُس نے انا کی آنکھوں میں دیکھتے ھوئے آخری جملہ بڑے سکون سے ادا کیا تھا۔

وہ لحظے بھر کو چونکی پھر اُسکی سکون بھری نظروں کا مطلب سمجھتے ھوئے ہولے سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"تم بھروسا نہیں کر سکتی تو بھروسا توڑو بھی مت پری ____ امی کی اُمید تم سے جڑی ھے، اگر تم اُن کے بھروسے کو قائم رکھو گی تو اُنہیں ایک نئی زندگی مل جائے

گی۔" وہ پُر امید نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ مگر انا کی آنکھیں اگلے ھی پل نمی سے چمکی تھیں۔

"کیا کوئی زخمی کسی دوسرے کے لئے مرہم بن سکتا ھے؟ جس کا اپنا جینا مشکل ھو کیا وہ کسی دوسرے کے جینے کی وجہ بن سکتا ھے؟" ساتھ ھی بے تحاشا آنسو اُسکی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔ وہ ترحم سے اُسے دیکھتا رھا۔ اُس نے اُسکے آنسو صاف کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی اُسے بہت رونا ھے۔

"تمہیں ایک بات بتاؤں پری۔۔۔؟" اُس نے اپنی زیرک نگاھوں سے اُسے دیکھا۔ انا اپنی سیاہ پلکوں پر بہت سا پانی جمع کئے اُسے سن رھی تھی۔

"زخم پر مرہم بھی وہی رکھتا ھے جو اُن زخموں کی گہرائی سے واقف ھو۔ کوئی سفاک شخص زخم دینے کی وجہ تو بن سکتا ھے مگر اُنہیں مٹانے کی نہیں۔ زخمی لوگوں کو زخمی لوگوں کا ساتھ ھی درکار ھوتا ھے، اِس طرح وہ ایک دوسرے کے زخم کا گہرائی سے اندازہ لگا سکتے ھیں۔ کسی کے ساتھ رھنے کے لئے اُسکے جینے کی

www.novelsclubb.com

وجہ بننے کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن کسی کے جینے کی وجہ بننے کے لئے اُسکا ساتھ چاہئے ہوتا ہے۔" احمد کی آنکھوں میں کچھ تھا جو انا کو پُر سکون کر رہا تھا۔ اُس نے یہ سب باتیں کہاں سے سیکھی ہوں گی؟ وہ سوچ کر رہ گئی تھی۔

اُسے اپنی تکلیف کم لگنے لگی تھی۔ وہ شخص اُسکے لئے سکون کا باعث بن رہا تھا۔

"میں کیسے کسی پر منحصر ہو کر رہ سکتی ہوں؟" اُس نے ایک آخری سوال کرنے کی کوشش کی تھی۔

"زندہ رہنے کے لئے منحصر ہونا پڑتا ہے۔" وہ دو بدو بولا تو وہ کچھ بھی نہ کہہ پائی۔

"یہ زندگی ہے پری____ اور اِسکا انحصار لوگوں پر ہوتا ہے، مگر جینے کا ہنر وہی لوگ سکھاتے ہیں جو مخلص ہوتے ہیں۔" وہ سنجیدہ تھا۔ پچھلے دو ہفتوں سے انا نے پہلی بار اُسے یوں سنجیدہ ہوتے دیکھا تھا۔

"ھاں یہ سچ ھے کہ مخلص لوگ ہمیں جینا سکھا دیتے ھیں۔"اُس نے جیسے یقین دلانا چاھا۔

احمد اُسکے قریب سے اُٹھ گیا تھا۔وہ کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھا رھا تھا۔مگر پھر اُسکی بات پر رُکا۔

"آپ کو یہ سب باتیں کس نے سکھائیں؟"

"میں جن لوگوں میں رھتا ھوں اور جن حالات سے واقف ھوں،وہ سب کچھ سکھا دیتے ھیں۔"وہ بغیر پلٹے بولا اور پھر چلا گیا۔

وہ کمرے سے جا چکا تھا مگر اُس کا سحر ابھی بھی کمرے کی فضا میں تحلیل ھو رھا تھا۔

وہ ساکت سی وہیں بیٹھی رھی۔

★★★★

www.novelsclubb.com